اُسوۂ خلیل علیہ السلام
کی
تاب ناک کرنیں
مجلس علماء نظامیہ پاکستان
مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ، لاہور 0315-7374429
مجلس علماء نظامیہ پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ۔ أَمَّا بعد

اللہ تعالیٰ کا نظامِ قدرت ہے کہ دنیوی زندگی میں تقریباً ہر انسان کے اندر کچھ خوبیاں اور کچھ خامیاں پائی جاتی ہیں۔ کوئی علم میں صاحبِ کمال ہے تو کوئی فن کی مہارت سے آراستہ ہے، کسی میں حُسنِ ظاہر کی آرائش ہے تو کوئی حُسنِ باطن کے نور سے منوّر ہے۔ اِسی طرح تقریباً ہر انسان میں کچھ نہ کچھ خامیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ یہ بات تشویش ناک ہے کہ ہم دوسروں کی خامیوں، جبکہ اپنی خوبیوں پر نظر رکھتے ہیں۔ کاش! ہمیں دوسروں کی خوبیاں اور اپنی خامیاں ڈھونڈنے کی عادت پڑ جائے تاکہ خود کو سنوار کر دونوں جہان میں کامیاب ہو سکیں۔

انسانوں میں صرف انبیاءِ کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسۡلِیۡمَات کی ہی یہ شان ہے کہ اُن میں کوئی بھی قابلِ نفرت بات، کوئی بھی بُرا وصف اور خامی نہیں ہو سکتی، صرف خوبیاں ہی خوبیاں ہوتی ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اَللّٰہُ اَعۡلَمُ حَیۡثُ یَجۡعَلُ رِسَالَتَہٗ. ”اللہ خوب جانتا ہے جہاں وہ اپنی رسالت رکھے۔“ [الانعام6:124] مفہوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ازل میں عظیم ترین افراد کا انتخاب فرمایا، پھر اُنھیں ظاہری وباطنی خوبیوں سے آراستہ کرکے منصبِ نبوت سے سرفراز فرمایا۔

پھر اللہ عزّوجلّ نے بعض انبیاءِ کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسۡلِیۡمَات کو دیگر کی بنسبت زیادہ خوبیوں سے نوازا، اُنھیں مزید انعامات عطا کرکے دیگر سے افضل بنایا (اگرچہ نفسِ نبوت میں سب برابر ہیں)۔[1] چنانچہ تمام انبیاءِ کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسۡلِیۡمَات میں سب سے اعلیٰ شان ہمارے آقا کریم ﷺ کو عطا کی، آپ کے بعد بلند ترین مرتبہ آپ کے جدّ امجد اور اپنے خلیل سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیۡہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام کو عطا فرمایا۔

سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیۡہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام کو بارگاہِ خداوندی میں جو اعلیٰ مقام اور عزّت ووجاہت حاصل ہے، اُسے ظاہر کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخلوق میں بے پناہ مقبولیت اور مرکزیّت عطا فرمائی۔[2] حضرت آدم اور حضرت نوح عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیۡہِمَا الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام کے بعد تمام اِلہامی مذاہب میں سیدنا ابراہیم مرکزی شخصیت ہیں، سبھی انبیا آپ سے نسبت رکھتے ہیں۔ آپ کی شخصیت

---

[1] فرمانِ خداوندی ہے: {تِلۡكَ الرُّسُلُ فَضَّلۡنَا بَعۡضَهُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ مِنۡهُمۡ مَّنۡ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعۡضَهُمۡ دَرَجٰتٍ...} ”یہ رسول ہیں، ہم نے اِن میں بعض کو دوسروں پر فضیلت عطا فرمائی، ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلندی عطا فرمائی۔“ [البقرہ2:253]

[2] اللہ عزوجل نے سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیۡہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام سے اِس مرکزیّت کا وعدہ فرمایا تھا۔ ارشاد ہے: وَاِذِ ابۡتَلٰۤی اِبۡرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّیۡ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا. ”اور یاد کرو جب ابراہیم کو اُس کے رب نے چند باتوں کے ذریعے آزمایا تو اُس نے انھیں پورا کر دیا، (اللہ نے) فرمایا: میں تمھیں لوگوں کا امام اور پیشوا بنانے والا ہوں۔“ [البقرۃ:124]

مرکز المِلَل اور نقطہ اتصال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ. یعنی ”ہم نے نوح اور ابراہیم کو رسول بنایا اور (اُن کے مزید اِعزاز کے لیے) نبوّت اور کتاب انھیں کی اولاد کو عطا فرمائی۔“[الحدید 26:57] چنانچہ چاروں مشہور کتابیں اِنھیں کی اولاد میں تشریف لانے والے رسولوں کو عطا ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ نے بعد والی تمام شریعتوں میں سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلَام کی سنتوں کو باقی رکھا۔ مفسرین نے لکھا: آپ کے لیے سب سے بڑا اِعزاز یہ ہے کہ اللہ عزّوجلّ نے سید الانبیاء ﷺ کو آپ کی اولاد میں پیدا فرمایا، پھر آپ ﷺ کو اُن کی موافقت کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. [النحل 123:16] یعنی ”اے حبیب! ہم نے آپ کو عقائد اور دین کے اُصول وہی عطا کیے ہیں جو ابراہیم کو عطا کیے تھے، تو آپ دین ابراہیمی کی موافقت کریں جو ہر باطل سے جُدا تھے اور مشرک نہیں تھے۔“(ملخص از خزائن العرفان)

باری تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ اُس کا قرب چاہنے والے اُس کے خلیل عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلَام کے اُسوہ اور پسندیدہ عادات کو اختیار کریں۔ ایک مقام پر فرمایا: قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّـةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. ”اے محبوب! کہہ دیجیے: اللہ نے سچ فرمایا، لہٰذا تم ابراہیم کے دین پر چلو جو ہر باطل سے جدا تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔“[آل عمران 95:3] قربانی، حج اور دیگر کئی احکامات انہی کے اوصافِ حمیدہ کی خوبصورت یادگاریں ہیں۔

چنانچہ آج کے خطبہ میں سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلَام کے اُسوۂ مبارکہ کے کچھ اہم نکات کا ذکر ہو گا۔

سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلَام سے تعلق

عہدِ رسالت مآب ﷺ میں بیک وقت یہود و نصاریٰ، مشرکینِ مکہ اور حق پرست مسلمان اپنے آپ کو سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلَام کی طرف منسوب کرتے تھے۔ آج بھی مختلف مذاہب کے لوگ خود کو آپ کا پیروکار قرار دیتے ہیں، حقیقت میں کون ابراہیمی ملت پر قائم ہے؟ اس حوالے سے باری تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ. ”بے شک سب لوگوں سے ابراہیم کے زیادہ حق دار وہ ہیں جنھوں نے (اُن کے دور میں) اُن کی اتباع کی اور یہ نبی (خاتم النبیین ﷺ) اور ایمان والے اور اللہ ایمان والوں کا مددگار ہے۔“[آل عمران 3: 68] گویا ارشاد فرمایا گیا: اے ابراہیم سے نسبت کا دم بھرنے والو! اگر تمھیں اُن سے حقیقی نسبت جوڑنی ہے تو اِس نبی مصطفی ﷺ کے قدموں سے وابستہ ہو جاؤ، اُن کے ساتھ سب سے زیادہ تعلق اِنھیں کا ہے اور پھر اِن کی نسبت سے اِن پر ایمان لانے والوں کا ہے۔

حق پرستی اور باطل سے دُوری

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی جگہ سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلَام کا یہ وصف ذکر فرمایا کہ وہ حَنِیْف تھے۔ یعنی "ہر باطل کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین اسلام کی طرف مائل تھے۔"[1] اسلام پر نہایت پختگی کے ساتھ قائم تھے اور شرک سمیت کسی باطل کی طرف توجہ بھی نہیں فرماتے تھے، اسلام کے علاوہ کسی طرف اُن کا میلان اور جھکاؤ بھی نہیں تھا۔ وہ تنہا ہر باطل کے مقابلے میں استقامت کے ساتھ کھڑے رہے، حق کے راستے میں اُنھیں طرح طرح کی مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا، مگر اُنھوں نے کبھی بھی باطل کے ساتھ کمپرومائز نہیں کیا۔

بچپن میں احقاقِ حق: تمام انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِیْمَات پیدائشی طور پر اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتے ہیں، یعنی وہ پیدا ہوتے ہی جانتے ہیں کہ ہمارا رب کون ہے؟ اُس کے کیا اوصاف ہیں؟ ایک روز حضرت ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلَام نے اپنی والدہ سے پوچھا: میرا ربّ (پرورش کرنے والا) کون ہے؟ انھوں نے کہا: مَیں۔ فرمایا: تمہارا ربّ کون ہے؟ انھوں نے کہا: تمہارے والد۔ فرمایا: اُن کا ربّ کون ہے؟ اس پر والدہ نے کہا: خاموش رہو۔ وہ اپنے شوہر سے کہنے لگیں: "جس لڑکے کے بارے مشہور ہے کہ وہ زمین والوں کا دین بدل دے گا وہ تمہارا ہی بیٹا ہے۔" (ملخص از خزائن العرفان، تحت الانعام، آیت: 76)

خدائی کے دعویدار کے سامنے حق گوئی: وہ کیسا انوکھا منظر تھا جب خدائی کا دعوی کرنے والے نمرود اور اُس کے تمام لشکروں کے سامنے سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلَام تنہا نہایت جرأت کے ساتھ دین کا پیغام دے رہے تھے۔ باری تعالیٰ نے فرمایا: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ. "اے حبیب! کیا آپ نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے ابراہیم سے اُن کے رب کے بارے میں اس بنا پر جھگڑا کیا کہ اللہ نے اُسے بادشاہی دی تھی، جب ابراہیم نے فرمایا: میرا رب وہ ہے جو زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے۔ اس نے کہا: مَیں بھی زندگی دیتا ہوں اور موت دیتا ہوں (جسے چاہوں پھانسی چڑھا دیتا ہوں اور جسے چاہوں چھوڑ دیتا ہوں)۔ ابراہیم نے فرمایا: تو اللہ سورج کو مشرق سے لاتا ہے، سو (اگر تجھے خدا ہونے کا دعوی ہے تو) تُو اسے مغرب سے نکال لا، تو اس کافر کے ہوش اُڑ گئے اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔" [البقرۃ2:258]

---

[1] سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے "حنیف" کی تفسیر فرمائی: اَلْحَنِیْفُ: اَلْمَائِلُ عَنِ الْأَدْیَانِ كُلِّهَا إِلٰى دِیْنِ الْإِسْلَامِ. (تفسیر خازن، تفسیر بغوی)

مختلف اوقات میں آپ نے حق واضح کرنے کے لیے روشن دلائل دیے اور ہر باطل کو یوں للکارا کہ باطل پرستوں کو محسوس ہوا ہمارے جھوٹے مذاہب تبھی باقی رہ سکتے ہیں جب ابراہیم کو راستے سے ہٹا دیا جائے۔ چنانچہ آپ کو ہر طرح سے ڈرانے کی کوشش کی گئی، آگ جلائی گئی، وطن چھوڑنا پڑا، مگر آپ ایسے "حنیف" تھے کہ کبھی باطل سے سودا نہ کیا۔ اقبال علیہ الرحمہ نے کہا:

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل تھی محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

حالاتِ حاضرہ: اِس وقت عالمی سازش کے تحت یہ نظریہ پروان چڑھایا جارہا ہے کہ "کسی کو بھی غلط مت کہو"، یہ نظریہ تیزی سے پاکستان میں بھی مسلط کیا جانے لگا ہے۔ ہمارے حکومتی عہدے دار "بین المذاہب ہم آہنگی" کے نام پر غیر مسلموں کے مذہبی تہواروں میں شرکت کرتے ہیں، دار الحکومت میں ہندوؤں کے لیے مندر کی تعمیر شروع ہو چکی ہے، اِسی طرح کئی دیگر خرافات سامنے آرہی ہیں۔ کفار چاہتے ہیں کہ اگر مسلمان اپنے نبی کا دین چھوڑتے نہیں تو کم از کم دین میں پختہ بھی نہ رہیں، مسلمانوں کے نظریات میں کفار کے تخیلات سرایت کر جائیں۔ اقبال علیہ الرحمہ نے کفر کی پالیسی بیان کرتے ہوئے کہا:

اہلِ عرب کو دے کے فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو
اہلِ حرم سے ان کی روایات چھین لو
آہو کو مرغزارِ خُتن سے نکال دو

اس صورت حال میں سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی "حنفیت" اور باطل سے دوری ہمیں سبق دیتی ہے کہ بانئ اسلام صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا دامن تھامنے کے بعد کسی دوسرے دین کے حق ہونے سے متعلق سوچنے کی بھی ضرورت نہیں۔ ارشاد ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ o فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ. "اے ایمان والو! اسلام میں پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اگر تم روشن احکام آنے کے بعد پھسل گئے تو جان لو کہ اللہ زبردست حکمت والا ہے۔" [البقرہ2:208، 209]

آیت کریمہ میں کفار سے خطاب نہیں، بلکہ مسلمانوں سے ہے۔ گویا ربّ ذوالجلال جلّ مجدہٗ نے فرمایا: میرے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دامنِ کرم سے وابستہ ہونے کے بعد دائیں بائیں دیکھنے والو! تمہیں کسی اور طرف توجہ کی ضرورت نہیں، انہی سے تعلق کو مضبوط کرو اور دل و جان سے اِن کے فرماں بردار بن جاؤ، تمہیں دونوں جہان کی سعادتیں یہیں میسر ہو جائیں گی۔ اقبال علیہ الرحمہ نے کہا:

باطل دوئی پسند ہے حق لا شریک ہے
شرکت میانِ حق و باطل نہ کر قبول

صبحِ ازل یہ مجھ سے کہا جبرئیل نے
جو عقل کا غلام ہو وہ دِل نہ کر قبول

شیطان کی تذلیل

شیطان کی انسان دشمنی: شیطان کو دونوں جہان کی ذلّت اِس لیے اُٹھانا پڑی کہ اُس نے تکبر کرتے ہوئے ہمارے جدّ امجد سیدنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلَام کی تعظیم سے انکار کیا، چنانچہ وہ ذلیل ہو کر اولادِ آدم کا دشمن بن گیا۔ جنت سے نکلتے ہوئے ہی اُس نے یہ ٹھان لی تھی کہ وہ اولادِ آدم کو گمراہ کرنے اور اُن میں زیادہ سے زیادہ افراد کو جہنمی بنانے کے لیے اپنا پورا زور لگا دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں متعدد جگہ انسانوں کو اِرشاد فرمایا کہ شیطان تمہارا دشمن ہے، اُس کی چالوں سے بچ کر رہنا۔ ایک مقام پر یوں اِرشاد ہوا: اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَہٗ لِیَکُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ. ”بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اُسے اپنا دشمن سمجھو، بے شک وہ اپنے گروہ (پیروی کرنے والوں) کو اِسی لیے دعوت دیتا ہے کہ وہ جہنمی بن جائیں۔“[فاطر 35:6]

شیطان کا طریقۂ واردات: قرآن مجید کے مطابق انسان کو برائی، نافرمانی اور گمراہی میں مبتلا کرنے کے لیے شیطان کا طریقۂ واردات یہ ہے کہ وہ انسان کے ذہن میں ایسے خیالات ڈالتا ہے کہ اگر انسان شریعت سے راہ نمائی نہ لے تو شیطانی خیالات اور وساوس وغیرہ کی وجہ سے اُسے بُرا کام بھی اچھا معلوم ہونے لگتا ہے۔

جب شیطان کو دھتکارا گیا تو اُس نے باری تعالیٰ کے سامنے گستاخانہ لہجے میں کہا تھا: رَبِّ بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَھُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ. اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ. یعنی ”اے اللہ! قسم سے، مَیں ضرور زمین میں اولادِ آدم کے لیے تیری نافرمانی کو خوشنما بنادوں گا اور ضرور اُن سب کو گمراہ کروں گا، البتہ تیرے مخلص بندوں پر میرا بس نہیں چل سکتا۔“[الحجر 15:39،40]

شیطان کی تذلیل اور جناب ابراہیم: سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلَام اللہ تعالیٰ کے اُن پسندیدہ بندوں میں سے ہیں جن کے سامنے شیطان ہمیشہ بے بس رہا اور ہر موقع پر ذلت اُٹھائی۔

جب سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلَام نے خواب[1] میں دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں تو شیطان نے کہا: وَاللّٰہِ لَئِنْ لَمْ أَفْتِنْ عِنْدَ هٰذَا آلَ إِبْرَاهِيمَ لَا أَفْتِنُ أَحَدًا مِّنْهُمْ أَبَدًا۔ اللہ کی قسم! (آج میرے لیے اچھا موقع ہے) اگر مَیں اب بھی آلِ ابراہیم کو اپنے جال میں نہ پھنسا سکا تو اِن میں سے کوئی بھی، کبھی بھی میرے فتنے میں مبتلا نہیں ہو گا۔

چنانچہ جب سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلَام شہزادے کو ذبح کرنے کے لیے لے گئے تو وہ ایک جانے پہچانے شخص کی صورت میں آپ کی اہلیہ محترمہ کے پاس آکر کہنے لگا: أَتَدْرِينَ أَيْنَ يَذْهَبُ إِبْرَاهِيمُ بِابْنِكِ؟ کیا آپ کو معلوم ہے کہ ابراہیم آپ کے بیٹے کو کہاں لے جارہے ہیں؟ اُنھوں نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں۔ کہا: إِنَّهُ يَذْهَبُ بِهِ لِيَذْبَحَهُ۔ وہ اُسے ذبح کرنے کے لیے لے جارہے ہیں۔ فرمایا: كَلَّا! هُوَ أَرْأَفُ بِهِ مِنْ ذٰلِكَ۔ ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا! وہ اپنے بیٹے پر بہت زیادہ مہربان ہیں۔ کہنے لگا: إِنَّهُ يَزْعُمُ أَنَّ رَبَّهُ أَمَرَهُ بِذٰلِكَ۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اُنھیں اُن کے ربّ نے یہ حکم دیا ہے۔[2] فرمایا: فَإِنْ كَانَ رَبُّهُ قَدْ أَمَرَهُ بِذٰلِكَ فَقَدْ أَحْسَنَ أَنْ يُّطِيعَ رَبَّهُ۔ ”اگر اُن کے ربّ نے یہ حکم فرمایا ہے تو اپنے ربّ کی فرماں برداری کرکے اُنھوں نے بہت اچھا کیا ہے۔“

یہاں سے ناکامی کے بعد شہزادۂ والا شان کے پاس پہنچا، وہ والد گرامی کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے، کہنے لگا: أَتَدْرِي أَيْنَ يَذْهَبُ بِكَ أَبُوكَ؟ کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے اباجان آپ کو کہاں لے جارہے ہیں؟ اُنھوں نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں۔ کہنے لگا: إِنَّهُ يَذْهَبُ بِكَ لِيَذْبَحَكَ۔ وہ آپ کو ذبح کرنے کے لیے اپنے ساتھ لے جارہے ہیں۔ فرمایا: کیوں؟ میرے والدِ گرامی ایسا نہیں کرسکتے۔ کہنے لگا: زَعَمَ أَنَّ رَبَّهُ أَمَرَهُ بِذٰلِكَ۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اُن کے ربّ نے اُنھیں یہ حکم فرمایا ہے۔ فرمایا: فَلْيَفْعَلْ مَا أَمَرَهُ اللّٰهُ بِهِ، سَمْعًا وَّطَاعَةً لِأَمْرِ اللّٰهِ۔ ”تو اُنھیں ربّ تعالیٰ کے حکم پر ضرور عمل کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم ہے۔“

یہاں سے بھی ذلّت اُٹھانے کے بعد وہ سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلَام کے پاس آیا۔ کہنے لگا: أَيْنَ تُرِيدُ؟ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَظُنُّ أَنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ جَاءَكَ فِي مَنَامِكَ فَأَمَرَكَ بِذَبْحِ ابْنِكَ۔ کہاں کا اِرادہ ہے؟ اللہ کی قسم! میرا تو خیال ہے کہ شیطان نے آپ کے خواب میں آکر کہا ہے کہ بیٹے کو ذبح کر دیں۔ آپ نے اُسے پہچان لیا اور فرمایا: إِلَيْكَ عَنِّي يَا عَدُوَّ اللّٰهِ! فَوَاللّٰهِ لَأَمْضِيَنَّ لِأَمْرِ

---

[1] عام انسان اگر خواب میں کوئی ایسی بات دیکھے جس سے شریعت نے منع کیا ہے تو اُسے خواب پر عمل کی اِجازت نہیں، کیونکہ نیند غفلت کا وقت ہے اور غلطی کا احتمال موجود ہے، جب کہ انبیاء کرام علیہم السلام نیند میں بھی غفلت کا شکار نہیں ہوتے، لہٰذا اُن کی خواب وحی ہے اور شرعی حجت ہے۔

[2] اس نے یہ نہیں کہا: ”اللہ نے اُنھیں یہ حکم دیا ہے“، بلکہ کہا: ”وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ نے اُنھیں یہ حکم دیا ہے“، کیونکہ وہ جانتا تھا جونہی اِنھیں معلوم ہو گا کہ ربّ کا حکم ہے تو میرا دھوکا ہر گز نہیں چل سکے گا۔

رَبِّي۔ ”دشمنِ خدا! مجھ سے دُور ہو جا، اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اپنے رب کا حکم ضرور پورا کروں گا۔“(الجامع لاحکام القرآن[تفسیر قرطبی]، تحت الصافات:102۔المستدرک علی الصحیحین، حدیث:4045)

جمرات کے پاس شیطان کی تذلیل: سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے روایت کیا: «لَمَّا أَتَى إِبْرَاهِيمُ خَلِيلُ اللهِ الْمَنَاسِكَ عَرَضَ لَهُ الشَّيْطَانُ عِنْدَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ، فَرَمَاهُ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ حَتَّى سَاخَ فِي الْأَرْضِ، ثُمَّ عَرَضَ لَهُ عِنْدَ الْجَمْرَةِ الثَّانِيَةِ، فَرَمَاهُ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ حَتَّى سَاخَ فِي الْأَرْضِ، ثُمَّ عَرَضَ لَهُ عِنْدَ الْجَمْرَةِ الثَّالِثَةِ فَرَمَاهُ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ حَتَّى سَاخَ فِي الْأَرْضِ» یعنی ”جب ابراہیم علیہ السلام جمرۃ العقبہ (جسے بڑا شیطان کہا جاتا ہے) کے پاس پہنچے تو شیطان آپ کے سامنے آیا، آپ نے اُسے سات کنکریاں ماریں حتی کہ وہ زمین میں دھنس گیا، پھر دوسرے جمرے کے پاس آپ کے سامنے آیا، آپ نے پھر اُسے سات کنکریاں ماریں حتی کہ وہ زمین میں دھنس گیا، پھر تیسرے جمرے کے پاس سامنے آیا، آپ نے پھر سات کنکریاں ماریں حتی کہ وہ زمین میں دھنس گیا۔“(المستدرک علی الصحیحین، حدیث:1713)

ہر جگہ سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام نے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے شیطان کو ذلیل وناکام کیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کرنے کے لیے شہزادے کو زمین پر لٹا دیا۔ قرآن مجید فرماتا ہے: فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ o وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ o قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ o اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓـؤُا الْمُبِیْنُ o وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ o ”تو جب ان دونوں نے (ہمارے حکم پر) گردن جھکا دی اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹایا (اس وقت کا حال نہ پوچھ)، اور ہم نے اُسے ندا فرمائی: اے ابراہیم! بے شک آپ نے خواب کو سچ کر دکھایا، ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی صلہ دیتے ہیں، بے شک یہ ضرور کھلی آزمائش تھی، اور ہم نے اسماعیل کے فدیے میں ایک بڑا ذبیحہ دے دیا۔[الصافات 37:103 تا107]

یادِ خلیل سے تربیت: سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام نے شیطان کو ذلیل کرنے کے لیے اُسے تین مقامات پر کنکریاں ماری تھیں، اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو اتنا پسند فرمایا کہ قیامت تک کے لیے حاجیوں کو حکم دے دیا: مناسک حج ادا کرنے کے بعد جہاں میرے خلیل نے شیطان کو کنکریاں ماری تھیں تم بھی وہیں جانا، جتنی کنکریاں اُنھوں نے لی تھیں اُتنی ہی تم بھی لینا، جیسے اُنھوں نے ماری تھیں ویسے ہی تم بھی مارنا۔ اگرچہ تمہیں نظر کچھ نہیں آرہا، مگر یہ عمل دہرانے سے تمھیں پیارے خلیل کی یاد آئے گی، اُن کی اِس ادا سے تربیت لیتے ہوئے یہ ذہن بنانا کہ جب کبھی شیطان اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے میں تمہارے سامنے کوئی رکاوٹ کھڑی کرنے کی کوشش کرے تو اُسے ایسے ہی ذلیل کرنا ہے جس طرح پیارے خلیل نے کیا تھا۔

شیطانی واردات کے طریقے: شیطان نے شروع دن سے یہ کہا تھا: ”مَیں لوگوں کی نظر میں نافرمانی کو خوشنما بنادوں گا“۔ وہ لوگوں کو ایسے ہی برائی میں مبتلا کرتا ہے۔ برے کام کے بارے میں ایسے خیالات ذہن میں ڈالتا ہے کہ وہ انسان کو اچھے معلوم ہونے لگیں، اپنے کارندوں کے ذریعے[1] برائی کے حق میں ایسے دلائل دیتا ہے کہ انسان چکرا جائے۔ آپ غور کیجیے!

- یہ شیطانی دھوکا ہی تو ہے کہ اُس کے کارندے ٹی وی پر بیٹھ کر موسیقی کو روح کی غذا کہہ رہے ہیں۔
- یہ شیطان کی چال ہی تو ہے کہ اُس کے نمائندے سُود کو ترقی کا ذریعہ بتا کر اُس کے حق میں دلائل دیتے ہیں۔
- یہ شیطان ہی کا کارنامہ ہے کہ گزشتہ ہفتے میں ٹاک شوز کے اندر عورت کے لیے حجاب کو بوجھ قرار دیا جارہا تھا اور شیطان کے ایجنٹ قرآن مجید کے اِس واضح حکم کے خلاف اپنی عقل کے گھوڑے دوڑا رہے تھے۔
- یہ شیطان ہی کا تو پھندا ہے کہ سیاسی لیڈر کھلم کھلا اسلامی احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو بھی بے چارے ”جیالے“ اپنی پارٹی وابستگی کے پیش نظر نہ صرف خاموش رہتے ہیں، بلکہ اپنے لیڈروں کا دفاع کرنے لگ جاتے ہیں۔
- یہ شیطان کی ہی کارستانی ہے کہ انسان سوچتا ہے: شریعت پر عمل کروں گا تو زندگی مشکل ہو جائے گی، جھوٹ چھوڑوں گا تو کام کیسے چلے گا؟ صرف حلال پر کیسے گزارا ہو گا؟ بچوں کو دین کے لیے وقف کر دیا تو کھائیں گے کہاں سے؟
- یہ شیطان کی ہی کارگزاری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے کے بعد ہم افسوس کرنے اور پشیمان ہو کر توبہ کرنے کے بجائے مزید گناہوں میں مشغول رہتے ہیں اور دل بہلانے کے لیے کہہ دیتے ہیں: ”اللہ بڑا مہربان ہے، وہ معاف کر دے گا“۔
- یہ شیطانی وسوسہ ہی تو ہے کہ انسان غیر محرموں کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے: ”مَیں بُری نظر سے تو نہیں دیکھ رہا“۔

اُسوۂ ابراہیمی سے روشنی حاصل کرتے ہوئے ہمیں اپنی زندگی کا یہ اُصول بنالینا چاہیے کہ شیطان جب بھی شریعت کے کسی حکم کے خلاف کوئی وسوسہ ذہن میں ڈالے یا اُس کا کوئی کارندہ شریعت کے خلاف بات کرے تو ایسی صورتِ حال میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے حکم پر عمل کریں گے اور شیطان کو ذلیل کریں گے۔

حرفِ آخر

سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں اور پھر اُن کی خوبیوں پر اُن کی تعریف بھی فرمائی۔ آپ کے عمدہ اوصاف میں سے یہ بھی ہے کہ:

---

[1] جو انسان شیطان کا کام کررہے ہیں وہ ”انسانی شیطان“ ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ. [الانعام6:112]

- آپ اپنے ربّ کے ایسے اِطاعت گزار اور فرماں بردار تھے کہ اُس نے خود آپ کی فرماں برداری کی تعریف فرمائی۔
- آپ ہر باطل سے جُدا، ہر باطل کو للکارنے والے اور محض اسلام کے پیروکار و داعی تھے۔
- تمام رشتوں اور ناطوں سے دین کو مقدم رکھتے تھے۔
- وہ اپنے ربّ پر ایسا پختہ یقین رکھتے تھے کہ دنیا کی کوئی طاقت اُن کے یقین میں ذرہ بھر بھی کمی نہیں لاسکتی تھی۔
- وہ اپنے ربّ کے احسانات پر اُس کے نہایت شکر گزار تھے۔
- اللہ تعالیٰ نے آپ کو بعد کے تمام آسمانی دینوں میں امام اور پیشوا بنایا اور آپ کا ذکرِ خیر باقی رکھا۔
- اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولاد میں انبیاءِ کرام عَلَیۡہِم الصَّلَوَاتُ وَالتَّسۡلِیۡمَات پیدا فرمائے، سب سے بڑھ کر یہ کہ سید الانبیاء ﷺ کو بھی آپ کی اولاد میں پیدا فرمایا۔
- روزِ قیامت بھی آپ کو سرکارِ دوعالم ﷺ کے بعد سب سے زیادہ اِعزاز واِکرام عطا کیا جائے گا۔

ہمیں چاہیے کہ آپ کے پسندیدہ اوصاف کو اختیار کرکے اپنی دنیا و آخرت سنواریں اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

گھریلو تشدد سے متعلق بل: برطانیہ اور دیگر یورپی ممالک میں رہنے والے اکثر مسلم والدین اس حوالے سے پریشان ہیں کہ وہ اپنی اولاد کو برے ماحول سے محفوظ نہیں رکھ پاتے، نہ تو اپنے بچوں کو اُن کی مرضی کے خلاف برے لوگوں کے ساتھ میل جول سے روک سکتے ہیں اور نہ ہی ڈانٹ ڈپٹ کرکے اُنھیں معاشرتی بگاڑ سے بچا سکتے ہیں۔

گزشتہ دنوں سینٹ آف پاکستان نے دار الحکومت اسلام آباد کے لیے گھریلو تشدد سے متعلق ایک بل پاس کیا، اس کے بارے میں یہ خدشہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ اِس کے نتیجے میں بھی گھروں کے اندر ایسا ماحول پروان چڑھے گا جو برطانیہ اور یورپی ممالک میں ہے۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ نیا قانون بنانے کی ضرورت تب پیش آتی ہے جب پہلے سے کوئی مؤثر قانون موجود نہ ہو، ہمارے پاس قرآن وسنت کی صورت میں ایک تفصیلی قانون موجود ہے، جو ہر ایک کو اُس کے جائز حقوق بھی فراہم کرتا ہے اور اس پر عمل ہمارے ایمان کا تقاضا بھی ہے، تو اُسے نافذ کیوں نہیں کیا جاتا؟ یا کم از کم کسی نئے قانون کی منظوری سے پہلے حکومت کے اپنے ماتحت ادارے "اسلامی نظریاتی کونسل" سے رائے کیوں نہیں لی جاتی؟

لگتا ہے کہ سب کچھ بیرونی اِشاروں پر کیا جارہا ہے، جس کے نتائج کسی بھی صورت میں اچھے نہیں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ رحمتِ عالم ﷺ اور آپ کے جدّ امجد سیدنا ابراہیم عَلَیۡہِ الصَّلاۃ وَالسَّلام کے طفیل اُمّت کو عروج عطا فرمائے، ہمیں اُسوۂ حسنہ اور اُسوۂ خلیل پر عمل کرکے دونوں جہان میں کامیابی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبیِّ الکریم ﷺ